جناب عاصی کرنالی مرحوم

حبیب الرحمٰن بٹالوی

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انھیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے

بیس جنوری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات، کوئی چار بجے شام، شالیمار کالونی سے ایک شاگرد کا ٹیلیفون آیا کہ ابھی ابھی مسجد سے اعلان سنا ہے ''عاصی کرنالی صاحب انتقال کر گئے ہیں۔'' اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دل کو ایک دھچکا سا لگا۔ دُکھ اور صدمے سے کوئی بات نہ کر سکا۔ ابھی دو ہفتے پہلے تو اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ پھر ایک دن فون پر بات ہوئی۔ آپ نے اتنا ضرور بتایا کہ بائیں بازو میں بَل آ گیا ہے، ہلکا درد ہے۔ یہ تو خیال بھی نہیں تھا کہ دو دن بعد وہ ہم سے روٹھ کر دور، بہت دور چلے جائیں گے کہ جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ بے لوث چاہت، سرپرستی، پیار، محبت، شفقت، خلوص، ہمدردی کا یہ تعلق آنِ واحد میں ختم ہو جائے گا۔ علم وادب کا ایک بہتا ہوا دریا ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔ موت اُنھیں ہم سے یوں چھین کر لے جائے گی۔

دشت و در میں ، بحر میں ، قلزم میں ویرانے میں موت
کلبۂ افلاس میں ، دولت کے کاشانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں !
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

۱۹۶۸ء میں، مَیں لاہور سے ملتان آیا تو جن ادبی، مذہبی اور علمی شخصیات سے ملاقاتیں، میری زندگی کی متاعِ عزیز ٹھہریں، اُن میں جناب عاصی کرنالی مرحوم بھی شامل ہیں۔ تقریباً بیالیس سال پہلے، استادِ گرامی، کسی کام کے سلسلے میں تعلیمی بورڈ ملتان کے دفتر تشریف لائے۔ صاف ستھرے، اجلے اجلے، سرخ وسفید رنگت، کشادہ پیشانی، خوش گفتار ایسے کہ جی چاہتا وہ بولتے رہیں اور آدمی سُنتا رہے، پینٹ شرٹ میں ملبوس، ایک چھوٹا سا وجود کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں ایک عبقری دماغ چھپا رکھا تھا۔ پھر دفتر میں اکثر ملاقات رہی۔ کبھی کبھار مَیں اُن کی اقامت گاہ پر حاضری کی خواہش کا اظہار کرتا تو کہتے:

چلو چلو میرے گھر تک مگر نہیں ، ٹھہرو
مجھے خیال اب آیا ، میرا تو گھر ہی نہیں

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب وہ گلگشت کالونی میں گول باغ کے قریب، کرائے کے ایک مکان میں رہائش پذیر

تھے۔ اُس دوران وہ ولایت حسین کالج ملتان میں لیکچرار تھے۔ میں نے اپنے تیسرے ایم اے کے لیے، فارسی زبان وادب کا انتخاب کیا تو استاد کی مشفقانہ رہبری قدم قدم پر میرے ساتھ رہی۔ ایک دن فرمانے لگے۔ میرے دروازے آپ کے لیے ہر وقت کھلے ہیں مگر آپ کے قریب ''نواں شہر'' میں میرے اُستاد جناب ذکی پانی پتی قیام پذیر ہیں، اُن کے ہاں چلے جایا کریں۔ یوں استاد کی وساطت سے مجھے اُستادِ گرامی ذکی پانی پتی سے تعلقِ خاطر کا شرف حاصل ہوا۔

جنابِ عاصی کرنالی کی طبیعت کا ایک پہلو بڑا پرکشش تھا کہ دشمن بھی مدِ مقابل ہوتو وہ تہذیب وظرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ اُن کی بے نفسی، بے غرضی اور منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ ملتان کے ابتدائی دنوں میں میری سکونت محلّہ امیر آباد میں تھی۔ اردگرد کھیت ہی کھیت تھے۔ ایک دن استاد کہنے لگے ''میں آؤں گا''۔ شام کو کیا دیکھتا ہوں کہ استاد کھیتوں میں سے اپنا ''ویسپا'' گھسیٹتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اللہ ...... اللہ کہاں ایک صاحبِ قدر ومنزلت شخصیت اور کہاں بندۂ ناچیز! میں پانی پانی...... بار احسان تلے دبے جارہا تھا۔

ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان کے میگزین ''خبرنامہ'' کی ادارت تیرہ سال تک میرے پاس رہی۔ جناب چیئرمین نے کہا کسی ایسی ادبی ہستی کی سرپرستی چاہیے جو مضامین کی نوک پلک سنوار سکے۔ میں نے کہا ''جنابِ عاصی کرنالی'' اس مقصد کے لیے موزوں رہیں گے۔ چیئرمین نے اُن کے نام کی منظوری دے دی۔ ایک عرصہ تک استاد ''خبرنامہ'' ملتان بورڈ کے مدیرِ اعلیٰ کے طور پر اعزازی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ باقی یہ ایک الگ ہے کہ کچھ بونے قد کے لوگ اپنی اندرونی خباثت کی تسکین کے لیے استاد کے درپے رہے کہ استاد کو اُن کی سال ہا سال کی خدمات کے صلے میں کوئی مشاہرہ تو کُجا، اعترافِ خدمت کی کوئی سند بھی جاری نہ کی گئی۔ میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ نظم ونثر کی درستی کے دوران، استاد نے تحریری مواد کو قابل اشاعت بنانے میں میری سرپرستی ہی نہیں کی بلکہ مجھے بہت کچھ سکھایا بھی۔ میں نے تو اُن کے طرزِ تکلّم سے بہت کچھ اخذ کیا۔ میری کئی غلطیوں کی اصلاح ہوئی اور اس سلسلے میں اُنھوں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا کہ وہ ایک قادر الکلام شاعر، خوبصورت افسانہ نگار، منفرد ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین استاد بھی تھے۔

بطور پرنسپل ریٹائر ہونے کے بعد ''اردو حمد ونعت پر فارسی شعری روایت کا اثر'' کے عنوان پر آپ کا تحقیقاتی مقالہ شائع ہوا۔ آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری سے نوازا گیا۔ آپ نے اپنے اس مقالے میں انتہائی قیمتی معلومات، بہت سی پتے کی باتیں، بڑی عرق ریزی کے ساتھ یک جا کردی ہیں۔ اس کا مقدمہ اپنی جگہ خاصے کی چیز ہے۔ جگن ناتھ آزاد سے لے کر حفیظ تائب اور حضرتِ حسّان بن ثابتؓ سے لے کر مظفر وارثی تک ہر زبان وادب کی نمائندگی کے حوالے سے آپ کا یہ مقالہ ایک جامع اور بھرپور حیثیت کا حامل ہے۔ استاد نے بڑے دُکھ کے ساتھ یہ بات بتائی کہ ایک صاحب اُن سے ملنے آئے۔ کہنے لگے: ''آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد یہ محنت کی ہے، وقت ضائع کیا ہے یہی آپ سروس کے دوران کرتے تو کئی ہزار ماہانہ کا فائدہ ہوتا۔ آپ کو ایڈوانس ترقیاں ملتیں۔'' استاد لوگوں کی اس پست سوچ کا ماتم کررہے تھے کہ لوگ ہر چیز کو مادیت کے ترازو میں تولتے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں نے حمد ونعت کے علاوہ اب

تک جو کچھ لکھا ہے، وقت ضائع کیا ہے، عمر کا ایک حصّہ برباد کیا ہے۔

جنابِ عاصی کرنالی ۱۹۲۷ء میں کرنال میں پیدا ہوئے۔ آٹھویں کلاس میں تھے کہ ''مسلم لیگ'' کے عنوان سے ایک نظم کہی اور مولانا ظفر علی خاں کو ارسال کر دی۔ اُنھوں نے روزنامہ ''زمیندار'' کے سرورق پر شائع کی۔ ایک اور نظم جو غالباً جہاد کے موضوع پر تھی، سکول کے ایک جلسے میں پڑھی۔ سکول کے ایک استاد نے، اُن سے وہ نظم لے کر ''رہتک'' کے ایک اخبار میں اپنے نام سے شائع کرا دی۔

شاعری میں جنابِ عاصی کرنالی کا کوئی باقاعدہ استاد نہیں۔ اُن کے اپنے قول کے مطابق، اُنھوں نے جناب احسان دانش اور جنابِ ماہر القادری کی بس دو چار اصلاحیں قبول کی ہیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ کوئی ایک کیفیت دو اشخاص پر ایک ہی انداز میں وارد نہیں ہو سکتی۔ ابتدا میں آپ نے افسانے لکھے جو زیادہ تر ماہنامہ ''بیسویں صدی'' دہلی میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد انیس ہے، جن میں شعری مجموعے، افسانے، طنز و مزاح، سفرنامے اور تنقید و تحقیق کے موضوعات پر کتب شامل ہیں۔ دو دفعہ آپ کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ برّصغیر کے نامور شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو اردو زبان و ادب پر ایک سند کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کے کلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے مقصدیت کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آپ کے فن اور شخصیت پر، یونیورسٹی سطح پر، کئی تحقیقاتی مقالے لکھے گئے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور شعر و ادب سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ انتقال کے وقت بھی اُن کے نعتیہ مجموعہ کی کتاب ''آوازِ دل'' اُن کے سرہانے پڑی تھی۔

ساغر یہی لکھا ہے کتابِ حیات میں
حق آشنا جو ہوتے ہیں ہوتے عجیب ہیں

☆☆☆

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762